Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 4 | April 2026

ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)

Published:
April 30, 2026

The Role and Impact of the Trench in the Defense of Medina

دفاعِ مدینہ میں خندق کا کردار واثرات کا تحقیقی جائزہ

Hafiz Muhammad Rizwan
Teaching Assistant, Deparment of Islamic Learning University of Karachi
Email: mrizwaan94@gmail.com

Dr. Anwar ul Haq
Assistant Professor, Department of Islamic Thought & Culture, NUML, Karachi, Campus
Email: anwar.ulhaq@numl.edu.pk

Abstract:

The Battle of the Trench (also known as the Battle of the Confederates) marked a decisive turning point in the defense of Medina and the evolution of Islamic military strategy. When a powerful alliance of the Quraysh and various Arab tribes attempted to besiege Medina, Prophet Muhammad (peace be upon him) introduced an unprecedented defensive measure: the digging of a trench around the exposed parts of the city. This innovative strategy, unfamiliar in traditional Arab warfare, effectively halted the enemy's advance and shifted the balance of power in favor of the Muslims. The failure of the confederate forces demonstrated the growing strength of the Islamic state and ended Quraysh military dominance. Internally, the battle exposed the weakness of the hypocrites while strengthening unity and morale among the believers. Thus, the Trench became a lasting symbol of strategic planning, collective effort, and defensive preparedness in Islamic military thought.

Keywords: Battle of the Trench, Islamic Military Strategy, Defensive Warfare, Defense of Medina

تعارف

مدینہ طیبہ کے دفاع میں خندق کی کھدائی ایک ایسی غیر معمولی اور دور اندیش حکمتِ عملی تھی جس نے اسلامی تاریخ کا رخ بدل کر رکھ دیا۔ عرب میں اُس وقت جنگ کا رواج کھلے میدانوں میں مقابلے، تیر اندازی یا محصور قلعہ بندی تک محدود تھا، اس لیے خندق جیسی ترکیب وہاں اجنبی سمجھی جاتی تھی۔ لیکن جب اتحادی قبائل کی صورت میں دشمن ایک بڑے لشکر کے ساتھ مسلمانوں مدینہ میں ختم کرنے کی نیت سے آگے بڑھا اس وقت ان سے اسی روائتی انداز میں براہِ راست جنگ کرنا مشکل اور نقصان دہ ثابت ہو سکتا تھا۔ اس پس منظر میں خندق کی تجویز نہ صرف وقت کی ضرورت تھی بلکہ ایک غیر معمولی حکمتِ انقلاب بھی ثابت ہوئی۔ یہ حکمتِ عملی دشمن کی قوت کو یکدم بے اثر کرنے میں کامیاب ہوئی، کیونکہ وہ جس تیزی اور اعتماد کے ساتھ مدینہ پر ٹوٹ پڑنے آئے تھے، خندق کے سامنے آکر ٹھر گئے، جنگ کا

OPEN ACCESS
CC BY

انداز بدل گیا! حملہ آور کی طاقت رُک گئی اور مدافع کی قوت بڑھ گئی۔ خندق نے دشمن کو نفسیاتی طور پر بھی کمزور کیا، کیونکہ وہ اس نئی تکنیک کے لیے تیار نہ تھے۔ موسم کی سختیاں، طویل محاصرہ اور اندرونی اختلافات نے ان کی ہمت توڑ دی۔ نتیجتاً، ایک ایسی جنگ جس میں مسلمانوں کے کمزور وسائل ان کی شکست کا پیش خیمہ بن سکتے تھے، محض حکمتِ عملی کی برتری کی وجہ سے دشمن کی ناکامی پر منتج ہوئی۔ خندق کا دفاع ہمیں یہ سبق دیتا ہے کہ جنگ ہو یا کسی بھی نوعیت کا بحران۔ غیر روایتی سوچ، بروقت فیصلہ اور اجتماعی محنت ہمیشہ نتائج کو اپنے حق میں موڑ سکتی ہے۔

خندق کا معنی ومفہوم:

خندق زمین میں کھودی جانے والی گہری اور وسیع کھائی ہے جو عسکری، شہری یا دفاعی مقاصد کے لیے دشمن کی پیش قدمی روکنے، نفسیاتی دباؤ پیدا کرنے اور انسانی جانوں کے تحفظ کے لیے استعمال کی جاتی ہے۔

خندق کا لغوی معنی:

خندق عربی زبان کا لفظ ہے، جو مادہ (خ ن د ق) سے مشتق ہے۔

الخَنْدَقُ: شَقٌّ عَمِيقٌ فِي الأَرْضِ يُحْفَرُ لِلْوِقَايَةِ وَالدِّفَاعِ[1]

خندق زمین میں کھودی جانے والی گہری کھائی کو کہتے ہیں جو حفاظت اور دفاع کے لیے بنائی جاتی ہے۔

لفظ خندق میں گہرائی، رکاوٹ اور تحفظ کا مفہوم پایا جاتا ہے۔

الخَنْدَقُ: حُفْرَةٌ حَوْلَ الْمُدُنِ أَوِ الْحِصْنِ[2]

خندق اس وسیع گڑھے کو کہتے ہیں جو شہر یا قلعے کے گرد کھودا جاتا ہے۔

اصطلاحی مفہوم:

خندق عسکری اصطلاح میں ایک دفاعی ذریعہ ہے جو دشمن کی پیش قدمی روکنے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ خندق حملہ آور کو سست، منتشر اور بے اثر کرنے کے لئے اہم کا ذریعہ ہوتی ہے۔ امام غزالی فرماتے ہیں:

الخندق: الخطة التي يدفعون بها عن دعوتهم ودولتهم،[3]

خندق وہ منصوبہ جو وہ اپنے مقصد اور اپنی ریاست کے دفاع کے لیے استعمال کیا جائے۔

1 ۔ ابن منظور، محمد بن مكرم، لسان العرب، بذيل مادہ: بيروت: دار صادر، بدون سنه، ج 10، ص 86
2 ۔ الفيروزآبادی،مجدالدين محمد بن يعقوب ، *القاموس المحيط* ،ناشر: مؤسسة الرساله، س ن، ص: 881
3 ۔ **السقا، محمد الغزالی، فقه السيرة، ناشر: دارالقلم، دمشق، 1427ھ، ص** : 298

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 4 | April 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: April 30, 2026

گویا خندق محض ایک گڑھا نہیں بلکہ ایک دفاعی فکر ہے جو تدبیر اور نقصانات کو کم کرنے کے اصول پر قائم ہے۔ احمد مختار صاحب لکھتے ہیں:

"الخندق بفتح الخاء المعجمة وسكون وفتح الدال المهملة وقاف وهو فارسي معرب (كنده)۔حفرة عميقة مستطيلة حول المكان،[4]

لفظ خندق دراصل فارسی زبان کا لفظ ہے، جسے بعد میں عربی زبان میں بھی استعمال کیا جانے لگا۔ اس سے مراد ایسی گہری اور لمبی کھائی ہے جو کسی شہر، قلعے یا محفوظ مقام کے گرد کھودی جاتی ہے تاکہ دشمن کے حملے سے بچاؤ کیا جا سکے۔ دوسرے لفظوں میں خندق ایک دفاعی رکاوٹ ہوتی ہے، جو حملہ آور کو آگے بڑھنے سے روکتی ہے۔

خندق کا تصور اور اس کی عسکری تاریخ:

خندق (Trench / Moat) انسانی عسکری تاریخ میں ایک قدیم اور آزمودہ دفاعی تدبیر کے طور پر مختلف تہذیبوں میں رائج رہی ہے۔ قدیم بین النہر تہذیبوں، خصوصاً بابلیوں اور آشوریوں، نے اپنے شہروں کے گرد خندقیں کھود کر دفاعی حصار قائم کیے، جبکہ مصر میں فصیل اور خندق کا مشترکہ نظام موجود تھا۔ یہ طریقہ شہری دفاع کے ارتقاء اور عسکری تدبر کی علامت ہے، جس میں براہِ راست تصادم کے بجائے دشمن کی پیش قدمی روکنے کو ترجیح دی گئی۔

»عُرِفَ حَفْرُ الْخَنَادِقِ فِي الْحَضَارَاتِ الْقَدِيمَةِ كَالْآشُورِيِّينَ وَالْبَابِلِيِّينَ لِحِمَايَةِ الْمُدُنِ«[5]

قدیم تہذیبوں جیسے آشوریوں اور بابلیوں میں شہروں کے تحفظ کے لیے خندقیں کھودنے کا رواج موجود تھا۔

فارسی، رومی اور دیگر تہذیبوں میں خندق کا رواج

ساسانی فارس اور رومی (بازنطینی) سلطنتوں میں خندقیں باقاعدہ فوجی اور دفاعی نظام کا حصہ تھیں۔ فارسی شہروں اور قلعوں کے گرد خندقیں دشمن کے حملوں سے بچاؤ کے لیے کھودی جاتی تھیں، جبکہ رومی عسکری حکمتِ عملی میں خندق فصیل کے ساتھ ایک بنیادی دفاعی عنصر سمجھی جاتی تھی۔ اسی طرح قدیم ہندوستان اور چین میں بھی شہری و قلعہ جاتی دفاع کے لیے خندقوں کا استعمال پایا جاتا ہے، جو اس حربے کی عالمگیر حیثیت کو ثابت کرتا ہے۔

أَوَّلُ مَنْ حَفَرَ الْخَنَادِقَ مِنُوشِهْرُ بْنُ إِيرَجَ بْنِ أَفْرِيدُونَ وَكَانَ فِي زَمَنِ مُوسَى عليه السلام.[6]

خندق کھودنے والا پہلا شخص منوشہر بن عراج بن افریدون تھا اور وہ موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں رہتا تھا۔

»كَانَ الْفُرْسُ وَالرُّومُ يَجْعَلُونَ الْخَنَادِقَ حَوْلَ حُصُونِهِمْ مِنْ أَهَمِّ وَسَائِلِ الدِّفَاعِ«[7]

فارسی اور رومی اپنی قلعہ بندیوں کے گرد خندقوں کو دفاع کے اہم ترین وسائل میں شمار کرتے تھے۔

4 ۔ عمر، أحمد مختار عبد الحميد .معجم اللغة العربية المعاصرة .بمساعدة فريق عمل. 4 مجلدات. القاهرة: عالم الكتب، 2008م.
5 ۔ جواد علي، *المفصل في تاريخ العرب قبل الإسلام*، ج 1، ص 318–319
6 ۔ **ابن كثير، ابوالفداء اسماعيل بن عمر، البداية والنهاية، بيروت: دارالفكر، ١٩٩٨ء**، ج 4، ص 95
7 ۔ **ابن خلدون، عبدالرحمن، مقدمه ابن خلدون،بيروت: دار الكتاب العربيه١۴٢۵ھ۔ ج ۴**، ص 223

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 4 | April 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
April 30, 2026

قبل از اسلام عرب معاشرہ اور خندق سے ناواقفیت:

ان تہذیبوں کے برعکس، جزیرۂ عرب میں قبل از اسلام خندق کا کوئی منظم یا معروف رواج موجود نہیں تھا۔ عربوں کی جنگی نفسیات براہِ راست تصادم، قبائلی شجاعت اور کھلے میدان میں مقابلے پر مبنی تھی۔ وہ قلعہ بندی، خندق اور طویل المدت دفاعی منصوبہ بندی سے عموماً ناواقف تھے۔ یہی وجہ تھی کہ غزوۂ خندق کے موقع پر جب کفارِ احزاب نے مدینہ کے گرد خندق دیکھی تو وہ شدید حیرت اور نفسیاتی دباؤ میں مبتلا ہو گئے۔

»وَلَمْ تَكُنِ الْعَرَبُ تَعْرِفُ الْخَنَادِقَ فِي حُرُوبِهَا قَبْلَ الْإِسْلَامِ«[8]

عرب اسلام سے پہلے اپنی جنگوں میں خندقوں سے واقف نہیں تھے۔

عرب روایات میں حربی حکمتِ عملی کے لئے خندقوں کا تصور

غزوۂ خندق میں خندق کا استعمال کسی نئی عسکری ایجاد کے بجائے قبل از اسلام انسانی تجربے کی شعوری اور اخلاقی تطبیق تھا۔ حضرت سلمان فارسیؓ نے فارس کی عسکری روایت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے خندق کی تجویز دی، جسے رسول اللہ ﷺ نے قبول فرمایا۔ تاہم ریاستِ مدینہ میں خندق کو جارحانہ حکمتِ عملی کے بجائے دفاع، اور خونریزی کے بجائے انسانی جانوں کے تحفظ کے اصول کے تحت اختیار کیا گیا، جس سے اسلامی تصورِ جنگ اور امن نمایاں ہوتا ہے۔

»أَشَارَ سَلْمَانُ الْفَارِسِيُّ بِالْخَنْدَقِ، وَكَانَ ذَلِكَ مِمَّا تَعْرِفُهُ الْعَجَمُ دُونَ الْعَرَبِ«[9]

حضرت سلمان فارسیؓ نے خندق کی تجویز دی، اور یہ طریقہ عجمی اقوام میں معروف تھا، عربوں میں نہیں۔

مندرجہ بالا بحث سے واضح ہوتا ہے کہ خندق کا تصور انسانی عسکری تاریخ میں اسلام سے قبل ہی مختلف تہذیبوں میں موجود تھا، مگر جزیرۂ عرب اس سے ناواقف تھا۔ اسلام نے خندق کو کسی اندھی تقلید کے طور پر نہیں بلکہ ایک بامقصد، اخلاقی اور دفاعی حکمتِ عملی کے طور پر اختیار کیا۔ غزوۂ خندق میں اس تدبیر نے نہ صرف دشمن کی عسکری طاقت کو غیر مؤثر بنا دیا بلکہ خونریزی کے بغیر فتح کی راہ ہموار کی۔ یوں خندقِ مدینہ انسانی عسکری تاریخ میں تدبر، اخلاق اور انسانی جان کے احترام پر مبنی دفاعی حکمتِ عملی کی ایک روشن مثال بن کر سامنے آتی ہے۔

غزوہ خندق کی وجہ تسمیہ:

اسے غزوۂ خندق اس لیے کہا جاتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے حکم سے مدینہ منورہ کے گرد ایک خندق کھودی گئی تھی۔ عربوں میں اس طرزِ دفاع کا رواج نہ تھا، بلکہ یہ جنگی تدبیر فارسیوں کی جنگی حکمتِ عملی میں سے تھی، اور اس کا مشورہ حضرت سلمان فارسیؓ نے دیا تھا۔

8 ۔ ابن كثير، ابوالفداء اسماعيل بن عمر، البداية والنهاية، ج 4، ص 94
9 ۔ ابن هشام، *السيرة النبوية*، ج 2، ص 214

CC BY

Published:
April 30, 2026

خندق کا محل وقوع:

"كانت المدينة المنورة محاطة بالحرار من ثلاث جهات، فإن الجهة الوحيدة التي تصلح أن يحشد فيها المشركون هي الجهة الشمالية الغربية، بين سلع وأسفل حرة الوبرة، وتسمى اليوم حرة المدينة الغربية "۔[10]

مدینہ منورہ تین اطراف سے حرّات (آتش فشانی پتھریلے علاقوں) سے گھرا ہوا تھا، اس لیے وہ واحد سمت جہاں مشرکین لشکر جمع کر سکتے تھے، شمال مغربی سمت تھی، جو جبلِ سلع اور حرّۂ وبرہ کے نچلے حصے کے درمیان واقع ہے، اور آج اسے حرّۂ مدینہ الغربیہ کہا جاتا ہے۔ اسی طرح شمال مشرقی سمت بھی جبلِ سلع اور حرّۂ واقم کے درمیان تھی۔ ابن ھشام لکھتے ہیں:

"وكانت المدينة محصَّنةً بالحِرار من نواحيها، إلا من جهة الشام"۔[11]

ترجمہ: مدینہ اپنے اطراف میں حرّات کی وجہ سے محفوظ تھا، سوائے شام کی سمت کے۔

مدینہ منورہ قدرتی طور پر ایک محفوظ شہر تھا اس کے مشرق اور مغرب میں آتش فشانی پتھریلے علاقے تھے۔ مدینہ کی طرف سے شام کی سمت نسبتاً کھلا راستہ تھا، جس سے دشمنوں کے حملے کا امکان زیادہ تھا، اسی لیے غزوہ خندق میں اسی سمت خندق کھودی گئی تھی۔ اس کی تفصیل ابن ھشام کی سیرت میں غزوہ خندق کے واقعات میں ملتی ہے

خندق کی تعیین:

روایات کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے مدینہ کے شمالی حصے میں، مشرقی حرہ سے لے کر مغربی حرہ تک خندق کی حد مقرر فرمائی۔ حضرت عمرو بن عوف مزنیؓ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے خندق کی حد بندی فرمائی اور ہر دس افراد کے لیے چالیس گز مقرر کیے۔ جہاں تک دلائل کی روشنی میں خندق کے کھودے گئے مقام کے تعین کا تعلق ہے، تو صاحبِ مواہب اللدنیہ نے بیان کیا ہے کہ طبرانی نے عمرو بن عوف مزنیؓ سے ایک ایسی سند کے ساتھ روایت نقل کی ہے جس میں کوئی خاص قباحت نہیں، کہ رسول اللہ ﷺ نے خندق کی حد اُحد کے شیخین کے سرخ ٹیلوں سے کھینچی...اور یہ دونوں بنی حارثہ کے کنارے کے دو پہاڑی ٹیلے تھے، یہاں تک کہ وہ مذاد تک جا پہنچی[12]۔

بعض اہلِ علم کے نزدیک اس سے مراد لمبائی نہیں بلکہ مجموعی پیائش (طول و عرض اور گہرائی) ہے، کیونکہ اگر صرف لمبائی مراد لی جائے تو وہ مدینہ کے عرض سے

10. Ātiq ibn Ghayth ibn Zuwayr ibn Zāyir ibn Ḥamūd ibn ʿAṭiyyah ibn Ṣāliḥ al-Bilādī al-Ḥarbī, Muʿjam al-Maʿālim al-Jughrāfiyyah fī al-Sīrah al-Nabawiyyah (Makkah al-Mukarramah: Dār Makkah lil-Nashr wa-l-Tawzīʿ, 1982), 341

11 ۔ سيرة ابن هشام، ج ٣، ص ٢٣٣

12 ۔ الزرقاني، محمد بن عبد الباقي بن يوسف بن أحمد بن علوان .المواهب اللدنية. بيروت: دار الكتب العلمية،ج 2، ص 102

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 4 | April 2026

ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)

Published:
April 30, 2026

کہیں زیادہ ہو جاتی ہے، جبکہ خندق کھودنے والوں کی تعداد بہت زیادہ تھی۔ ایک روایت میں یہ بھی آیا ہے کہ ہر دس آدمیوں کے لیے دس گز مقرر کیے گئے۔

خندق کی پیائش:

غزوۂ خندق میں کھودی جانے والی خندق کی پیائش کے بارے میں مؤرخین نے مختلف اقوال ذکر کیے ہیں، تاہم محققین کے نزدیک راجح اور صحیح ترین قول یہ ہے کہ خندق کی چوڑائی اور گہرائی تقریباً پانچ پانچ ہاتھ تھی۔ اس پیائش کا مقصد یہ تھا کہ دشمن کے گھوڑے اور سوار خندق کو عبور نہ کر سکیں، چنانچہ عملی طور پر یہ تدبیر مکمل طور پر کامیاب رہی۔ ابن ہشام اور ابن سعد جیسے قدیم سیرت نگاروں کے بیانات سے معلوم ہوتا ہے کہ خندق اتنی گہری اور چوڑی تھی کہ عرب اس طرزِ دفاع سے بالکل ناواقف تھے، اسی لیے دشمن حیرت زدہ رہ گیا۔ علامہ صفی الرحمٰن مبارکپوریؒ نے بھی خندق کو ایک ناقابلِ عبور رکاوٹ قرار دیا ہے، جو اسی متعین پیائش کی تائید کرتا ہے۔ اس طرح خندق کی یہ پیائش نہ صرف تاریخی شواہد سے ثابت ہے بلکہ عسکری حکمتِ عملی کے عین مطابق بھی ہے۔ مدینے کے تین جانب مکانات اور باغات تھے، جو شہر کی حفاظت کا کام دیتے تھے، صرف ایک رُخ کھلا تھا۔[13] ایک اور جگہ ہے:

" كثير بن عبد الله عن أبيه عن جده وساق الحديث إلى أن قال :وخط رسول الله ﷺ الخندق لكل عشرة أناس عشرة أذرع -وفيه- فمرت بنا صخرة بيضاء كسرت معاولينا فأردنا أن نعدل عنها فقلنا: حتى نشاور رسول الله صلى الله عليه وسلم فأرسلنا إليه سلمان - وفيه- فضرب ضربة صدع الصخرة وبرق منها برقة وكبر المسلمون - وفيه - رأيناك تكبر فكبرنا بتكبيرك فقال: إن البرقة الأولى اضاءت لها قصور الشام فأخبرني جبريل أن أمتي ظاهرة عليهم - وفي آخره- ففرح المسلمون واستبشروا1 .وهذه الرواية سبق في الفتح أنها للطبراني وفيها أن كل أربعين ذراع لعشرة من الناس2 كذلك أورد ابن كثير هذه الرواية بلفظ "بين كل عشرة أربعين ذراعاً۔۔۔"۔[14]

اس روایت کو امام بیہقیؒ نے تفصیل کے ساتھ نقل کیا ہے، جو کثیر بن عبداللہ کے واسطے سے، وہ اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں۔ روایت کے الفاظ یہاں تک ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ نے خندق کی پیائش مقرر فرمائی کہ ہر دس افراد کے ذمہ دس ذراع ہوں۔ (اسی روایت میں ہے) پھر ہمیں ایک سفید چٹان ملی جس نے ہماری کدالیں توڑ دیں۔ ہم نے چاہا کہ اسے چھوڑ کر راستہ بدل لیں، مگر ہم نے کہا کہ پہلے رسول اللہ ﷺ سے مشورہ کر لیا جائے۔ چنانچہ ہم نے حضرت سلمانؓ کو آپ ﷺ کے پاس بھیجا۔ (روایت میں ہے) پھر آپ ﷺ نے ایک ضرب لگائی تو چٹان پھٹ گئی اور اس میں سے ایک چمک پیدا ہوئی، اور مسلمانوں نے تکبیر کہی۔ (روایت میں ہے) ہم نے عرض کیا: ہم نے آپ ﷺ کو تکبیر کہتے دیکھا تو ہم نے بھی آپ کی تکبیر کے ساتھ تکبیر کہی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: پہلی چمک میں مجھے شام کے محلات روشن نظر آئے، اور جبرئیلؑ نے مجھے خبر دی کہ میری امت ان پر غالب آئے گی۔

13 ۔ صفي الرحمن المباركفوري، الرحيق المختوم (بيروت: دار الفكر، 2002م)، باب: غزوة الأحزاب (الخندق)،ص ٢٧١
14 ۔ ابن كثير، إسماعيل .البداية والنهايةج 4، ص 99.

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 4 | April 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
April 30, 2026

(روایت کے آخر میں ہے) پس مسلمان خوش ہوئے اور انہیں بشارت ملی۔ اور یہ روایت فتح الباری میں پہلے ذکر ہو چکی ہے کہ یہ روایت امام طبرانی کی ہے، اور اس میں یہ اضافہ ہے کہ ہر دس افراد کے لیے چالیس ذراع مقرر کیے گئے تھے۔ اسی طرح امام ابن کثیرؒ نے بھی اس روایت کو اس لفظ کے ساتھ نقل کیا ہے: ہر دس افراد کے درمیان چالیس ذراع کا فاصلہ تھا۔ آنحضرت ﷺ تین ہزار صحابہؓ کے ساتھ وہاں پہنچے اور دس، دس گز زمین دس، دس صحابہ کرام میں تقسیم فرمادی۔ اس طرح چھ روز میں صحابہؓ نے ساڑھے تین میل لمبی، پانچ گز چوڑی اور پانچ گز گہری خندق کھود ڈالی اور خندق کی مٹی نے مسلمانوں کے جانب ایک آڑ سی بھی بنادی تھی۔ جس کے سبب مسلمان دشمنوں کے تیروں سے بھی محفوظ رہے۔

غزوہ خندق کو غزوہ احزاب کہنے کی وجہ:

"حزب: الحزب: جماعة الناس ، والجمع أحزاب; والأحزاب: جنود الكفار ، تألبوا وتظاهروا على حزب النبي ﷺ ، وهم: قريش وغطفان وبنو قريظة. وقوله تعالى : ياقوم إني أخاف عليكم مثل يوم الأحزاب الأحزاب هاهنا : قوم نوح وعاد وثمود ، ومن أهلك بعدهم[15]

حزب/الحزب: لوگوں کی جماعت کو کہتے ہیں، اور اس کی جمع احزاب ہے۔ اور الاحزاب سے مراد کفار کے وہ لشکر ہیں جو نبی ﷺ کے مقابلے میں اکٹھے ہوئے اور باہم متحد ہوئے، اور وہ یہ تھے: قریش، غطفان اور بنو قریظہ۔

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان:

وَقَالَ الَّذِي آمَنَ يَاقَوْمِ إِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ مِثْلَ يَوْمِ الْأَحْزَابِ[16]

اے میری قوم! مجھے تم پر احزاب جیسے دن کا خوف ہے

یہاں احزاب سے مراد قوم نوح، عاد، ثمود اور وہ لوگ ہیں جو ان کے بعد ہلاک کیے گئے۔"

غزوہ خندق کا بنیادی سبب:

اس غزوہ کے وقوع کا بنیادی سبب یہ تھا کہ مدینہ کے یہودی قبیلہ **بنو نضیر** کو ان کی مسلسل سازشوں، عہد شکنی اور شرارتوں کے باعث مدینہ سے جلاوطن کر کے خیبر کی طرف بھیج دیا گیا تھا۔ بنو نضیر اس جلاوطنی پر سخت رنج، غصہ اور انتقامی جذبات اپنے دلوں میں رکھے ہوئے تھے۔ اسی احساسِ انتقام کے تحت ان کے چند سرکردہ افراد، مثلاً حُيَیّ بن اخطب، کنانہ بن ابی الحقیق، ہوذہ بن قیس وائلی اور ابو عامر فاسق مکہ مکرمہ پہنچے، جہاں انہوں نے قریش کے سردار ابوسفیان سے ملاقات کی اور اپنے آنے کا مقصد بیان کیا۔

15 ۔ ابن منظور، لسان العرب، مادہ: «حزب» ج 4، ص108
16 ۔ غافر: 30

OPEN ACCESS
CC BY

ابوسفیان، جو سابقہ معرکوں میں ناکامیوں اور مسلسل شکستوں کے باعث شدید سیاسی و نفسیاتی دباؤ کا شکار تھا، یہودی وفد کی اس ترغیب، سازش اور جنگی تعاون کی پیشکش سے دوبارہ حوصلہ مند ہوا۔ تاہم اس نے فوری طور پر اتحاد قبول کرنے کے بجائے پہلے ان کے عزائم اور اخلاص کو پرکھنا چاہا۔ چنانچہ اس نے ان سے چند سوالات کیے، جن میں ایک سوال یہ بھی تھا کہ ہمارے اور محمد ﷺ کے درمیان کون زیادہ برتر اور راہِ راست پر ہے؟ کیونکہ ہم بیت اللہ کے خادم ہیں، حاجیوں کی خدمت کرتے ہیں اور اپنے مذہبی طریقوں پر قائم ہیں۔ اس کا جواب یہودی وفد نے ان الفاظ میں دیا:

اللهم أنتم أولى بالحقّ منه، إنكم لتعظّمون هذا البيت، وتقومون على السّقاية، وتنحرون البدن، وتعبدون ما كان يعبد آباؤكم، فأنتم أولى بالحقّ منه[17]

"یقیناً تم لوگ زیادہ حقدار ہو کیوں کہ آپ اس گھر کی تعظیم کرتے ہیں، حاجیوں کو پانی پلاتے ہیں، جانور ذبح کرتے ہیں، اور ان کی عبادت کرتے ہیں جس کی آپ کے آباؤاجداد کرتے تھے۔ اس لیے تم اس سے زیادہ حقدار ہو۔"

قرآن کریم نے یہود کی مکاری پر واضح الفاظ بیان فرمائے ہیں، ارشاد باری ہے:

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ أُوتُوا نَصِيبًا مِنَ الْكِتَابِ يُؤْمِنُونَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوتِ وَيَقُولُونَ لِلَّذِينَ كَفَرُوا هَؤُلَاءِ أَهْدَى مِنَ الَّذِينَ آمَنُوا سَبِيلًا، أُولَئِكَ الَّذِينَ لَعَنَهُمُ اللَّهُ وَمَنْ يَلْعَنِ اللَّهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهُ نَصِيرًا[18]

کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جنہیں (آسمانی) کتاب کا حصہ دیا گیا ہے (پھر بھی) وہ بتوں اور شیطان پر ایمان رکھتے ہیں اور کافروں کے بارے میں کہتے ہیں کہ مسلمانوں کی نسبت یہ (کافر) زیادہ سیدھی راہ پر ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن پر اللہ نے لعنت کی، اور جس پر اللہ لعنت کرے تو اس کے لئے ہر گز کوئی مددگار نہ پائے گا۔

خندق کی حکمت میں چند آراء:

a. علامہ سہیلیؒ کی رائے:

علامہ عبدالرحمن بن عبداللہ السہیلیؒ (م 581ھ) اپنی مشہور کتاب الروض الأنف میں غزوۂ خندق کے ضمن میں لکھتے ہیں کہ خندق کا طریقۂ دفاع عربوں کے ہاں معروف نہ تھا، بلکہ یہ عجمی یعنی فارسی جنگی حکمتِ عملی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے اختیار کر کے یہ واضح فرمادیا کہ اسلام جنگ میں عقل، تدبیر اور حالات کے مطابق نئی حکمت عملی اپنانے سے نہیں روکتا، بشرطیکہ اس میں شریعت کی خلاف ورزی نہ ہو۔[19]

b. حافظ ابن حجر عسقلانیؒ کی رائے:

حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ غزوۂ خندق کو غزوۂ احزاب بھی کہا جاتا ہے کیونکہ اس میں مختلف قبائل متحد ہو کر آئے۔ خندق کھودنے کی حکمت یہ تھی کہ متحدہ دشمن کی نفری برتری کو غیر مؤثر بنا دیا جائے۔ اس تدبیر نے دشمن کو طویل محاصرے پر مجبور کیا جس سے ان کے وسائل، حوصلے اور اتحاد ٹوٹ گئے۔[20]

17 ۔ شامی، محمد بن یوسف ، سبل الهدیٰ والرشاد، دارالکتب العلمیه، بیروت، 1993ء ج:4، ص:363
18 ۔ النساء 4: 51-50
19 ۔ السهيلي، عبد الرحمن بن عبد الله .الروض الأنف في شرح السيرة النبوية .ج 4، ص 210–212.
20 ۔ ابن حجر العسقلاني .فتح الباري شرح صحيح البخاري .ج 7، ص 395.

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 4 | April 2026

ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)

Published:
April 30, 2026

c. علامہ شبلی نعمانیؒ کی رائے:

علامہ شبلی نعمانیؒ کے مطابق خندق محض ایک کھدائی نہ تھی بلکہ ایک جامع دفاعی منصوبہ تھا جس نے مدینہ کو مکمل طور پر محفوظ بنا دیا۔ آپؐ نے صرف ان اطراف خندق کھدوائی جہاں سے حملے کا خطرہ تھا، جو اعلیٰ درجے کی جغرافیائی و عسکری بصیرت کا ثبوت ہے۔[21]

غزوۂ خندق کے موقع پر جو سیاسی، عسکری، سماجی اور جغرافیائی پس منظر موجود تھا، اس کا گہرا مطالعہ یہ حقیقت واضح کر دیتا ہے کہ اس مرحلے پر خندق کی کھدائی ہی وہ واحد مؤثر دفاعی حکمتِ عملی تھی جو مدینہ طیبہ کو تباہی سے بچا سکتی تھی۔ سن 5 ہجری میں مسلمانوں کو ایک غیر معمولی خطرے کا سامنا تھا، کیونکہ قریشِ مکہ، یہودِ بنو نضیر، غطفان اور دیگر عرب قبائل نے باہمی اتحاد قائم کر کے مدینہ پر فیصلہ کن حملہ کرنے کا منصوبہ بنایا تھا۔ مسلمانوں کو جب یہ اطلاعات موصول ہوئیں تو مسلمان اپنے دفاع کے حوالے سے سوچ و بچار کرنے لگے۔ قائدین اہل شُوری نے غور و خوض کے بعد حضرت سلمان فارسیؓ کی ایک تجویز متفقہ طور پر منظور کی۔

یہ تجویز حضرت سلمان فارسیؓ نے ان لفظوں میں پیش کی تھی کہ:

"اے اللہ کے رسول! فارس میں جب ہمارا محاصرہ کیا جاتا تھا تو ہم اپنے گرد خندق کھود لیتے تھے"[22]

تو حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے خندق کھودنے کا مشورہ دیا اور اسے فوراً قبول کر لیا گیا۔

جذبہ جہاد اور عشق رسول ﷺ:

اسلام کے دفاع اور اپنی جانوں کے تحفظ کی مشروعیت کا احساس ان کے اندر اس قدر راسخ تھا کہ انہوں نے خندق کھودنے کا کام نہایت تیز رفتاری سے مکمل کیا، یہاں تک کہ اگر آج کی جدید مشینوں کے کام سے بھی اس کا موازنہ کیا جائے تو وہ غیر معمولی سرعت رکھتا تھا۔ خندق کی کھدائی کے دوران صحابہ کرام کے عشق و محبت اور جذبات سے بھر ہوئے انداز کا جائزہ لیں تو ہم فرط حیرت میں پڑ جاتے ہیں ایک طرف تو بھوک و پیاس کا عالم ہے پھر موسم کا بھی کافی گہرا اثر پڑ رہا ہے اور دشمنوں کا حملہ بھی کسی وقت ہو سکتا ہے اس کا بھی خیال مد نظر ہے۔

اور رسول اللہ ﷺ نے خود اپنے دستِ مبارک سے مسلمانوں کے ساتھ مل کر کام کیا تاکہ ان کا حوصلہ بڑھے اور ان کی رغبت میں اضافہ ہو۔ اسی طرح آپ ﷺ ان کے ساتھ اشعار اور نعرے بھی دہراتے تھے، کیونکہ شاعری ان کے جذبے میں اضافہ کرتی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ جنگ کے موقع پر ان کی عادت تھی کہ زیادہ تر رجز (جو شیلے جنگی اشعار) استعمال کرتے تھے۔ ان کے چند جذبات اور کیفیات کو امام بخاریؒ نے روایت کیا ہے۔

21 ۔ نعمانی، علامہ شبلی، سیرۃ النبی، مطبوعہ قرآن محل، کراچی، ط نا معلوم۔ ج 2، ص 195
22 ۔ صفي الرحمن المباركفوري، الرحيق المختوم (بيروت: دار الفكر، 2002م)، باب: غزوة الأحزاب (الخندق)

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 4 | April 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: April 30, 2026

ابو اسحاق نے حمید سے روایت کی، انہوں نے کہا میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے سنا کہ انہوں نے کہا:

"رسول اللہ ﷺ خندق کی طرف نکلے، تو دیکھا کہ مہاجرین اور انصار سرد صبح کے وقت خندق کھود رہے ہیں۔ ان کے پاس کوئی غلام نہیں تھا جو یہ کام ان کے لیے کرے۔ جب آپ ﷺ نے ان کی تھکن اور بھوک دیکھی تو دعا کی:

"اللهم إن العيش عيش الآخرة ... فاغفر للأنصار والمهاجرة"۔[23]

پھر ان لوگوں نے جواب دیا:

"ہم وہ ہیں جنہوں نے محمد ﷺ سے بیعت کی ہے... ہم ہمیشہ جہاد کے لیے تیار ہیں۔"

یہ روایت مسلم نے بھی محمد بن حاتم السمین کے ذریعے نقل کی ہے، اسی لفظ کے ساتھ، البتہ کچھ جملوں میں ترتیب میں فرق ہے۔[24]

ایک اور مقام پر کچھ اس طرح سے آیا ہے۔

"عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قال: نحن الذين بايعوا محمدا ... على الإسلام ما بقينا أبدا والنبي يجيبهم، ويقول: اللهم إنه لا خير إلا خير الآخره. فبارك في الأنصار والمهاجره"[25]

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے رویت ہے کہ (غزوۂ خندق کے موقع پر) مہاجرین اور انصار صحابہ مدینہ منورہ کے گرد خندق کھودنے میں مصروف تھے اور اپنی پشتوں پر مٹی کے ٹوکرے لاد کرلے جاتے ہوئے یہ شعر پڑھتے تھے:

"ہم وہ ہیں جنہوں نے دستِ مصطفی ﷺ پر تاحیات بیعتِ اسلام کی ہے"۔

یہ سماعت فرما کر حضور نبی اکرم ﷺ کی زبان مبارک پر اپنے پروانوں کے لیے جواباً یہ الفاظ جاری ہو جاتے:

"یا اللہ! اصل بھلائی و کامیابی تو آخرت کی زندگی میں بھلائی و کامیابی ہے، پس انصار و مہاجرین کو برکت عطا فرما۔"

اسی طرح کی ایک اور تسلی اور صحابہ کرام کا جذبہ بڑھانے کے لیے آپ ﷺ جو عمل اختیار کیا اس کی نظیر کہیں ملتی جیسا کہ اس حدیث میں ہے

"عن البراء رضي الله عنه قال:رأيت رسول الله ﷺ يوم الأحزاب ينقل التراب، وقد وارى التراب بياض بطنه، وهو يقول: (لولا أنت ما اهتدينا، ولا تصدقنا ولا صلينا، فأنزل السكينة علينا، وثبت الأقدام إن لاقينا، إن الألى قد بغوا علينا، إذا أرادوا فتنة أبينا"

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو غزوہ احزاب (خندق) کے موقع پر دیکھا کہ آپ ﷺ مٹی (خندق کھودنے کی

23 ۔ البخاري، محمد بن إسماعيل .صحيح البخاري كتاب المغازي، باب غزوة . بيروت: دار الكتب العلمية، 1404ھ /1984م، حديث 2834

24 ۔ مسلم، أبو الحسن محمد بن الحسين .صحيح مسلم .بيروت: دار الكتب العلمية، 1415ھ/1995م، كتاب الجهاد والسير، جلد 3، صفحه 1432

25 ۔ البخاري، محمد بن إسماعيل .صحيح البخاري, كتاب الجهاد والسير، باب حفر الخندق، الرقم : 2679. 2680۔

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 4 | April 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
April 30, 2026

وجہ سے جو نکلتی تھی)خود ڈھو رہے تھے۔ مٹی سے آپ ﷺ کے پیٹ کی سفیدی چھپ گئی تھی اور یہ شعر کہہ رہے تھے:

"لولا أنت ما اهتدينا ولا تصدقنا ولا صلينا. فأنزل السكينة علينا وثبت الأقدام إن لاقينا. إن الألى قد بغوا علينا إذا أرادوا فتنة أبين[26]

اے اللہ اگر تو نہ ہوتا تو ہم ہدایت نہ پاتے اور ہم نہ صدقہ دیتے، اور نہ نماز پڑھتے، پس تو ہم پر سکینت نازل فرما، اور جب ہم دشمن سے مقابلہ کریں، تو ہمیں ثابت قدم رکھ، بے شک ان لوگوں نے ہم پر ظلم کیا ہے، جب یہ کوئی فساد کرنا چاہتے ہیں تو ہم ان کی بات میں نہیں آتے۔

اسی طرح جب کئی مشکلات کا سامنا کرتے ہوئے صحابہ کرام اپنی تھکاوٹ اور پریشانی کو ظاہر نہیں ہونے دے رہے تھے تو نبی کریم ﷺ بھی خود کو عملا پیش فرکر صحابہ کرام کی امید اور خوشی کا سبب بنے ہوئے تھے اسی اثناء میں جب صحابی نے فرط محبت میں اپنی پریشانی کا اظہار کر ڈالا تو جب آقا ﷺ کی حالت سے باخبر ہوا تو اسے اپنی پریشانی پریشانی نہ لگی۔ اس حدیث کو امام ترمذی نے بیان کیا ہے:

"عَنْ أَبِي طَلْحَةَ، قَالَ: شَكَوْنَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ الْجُوعَ وَرَفَعْنَا عَنْ بُطُونِنَا عَنْ حَجَرٍ حَجَرٍ " فَرَفَعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ حَجَرَيْنِ " , قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ. "[27]

ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم نے (جنگ خندق کے دوران) رسول اللہ ﷺ سے بھوک کی شکایت کی اور اپنے پیٹ سے کپڑا اٹھایا جن پر ایک ایک پتھر بندھا ہوا تھا سو آپ نے اپنے مبارک پیٹ سے کپڑا اٹھایا تو اس پر دو پتھر بندھے ہوئے تھے۔

یہ تھا آپ ﷺ کا اندازِ محبت اور اپنے اصحاب کے لیے جس انداز میں آپ نے خود کو پیش کر رکھا تھا اس کی نظیر نہیں ملتی۔

غزوہ خندق کے نتائج:

غزوۂ خندق کے بعد قریش اور احزاب کی عسکری و نفسیاتی شکست کو متعدد سیرت و حدیثی مصادر نے واضح کیا ہے۔ ذیل میں مذکورہ دو دلائل کے ساتھ مزید مستند حوالہ جات پیش کیے جاتے ہیں:

a. **دشمن ناکام واپس لوٹ گیا:**

وَرَدَّ اللَّهُ الَّذِينَ كَفَرُوا بِغَيْظِهِمْ لَمْ يَنَالُوا خَيْرًا[28]

اللہ نے کافروں کو ان کے غصے سمیت واپس لوٹا دیا، وہ کوئی کامیابی حاصل نہ کر سکے۔

حدیث پاک میں نبی مکرم ﷺ نے قریش مکہ کی ناکام حالت بہترین الفاظ میں فرمایا ہے:

26 - ایضاً ،کتاب الجهاد والسير، حديث 2837.
27 - الترمذي، محمد بن عيسى .سنن الترمذي. بيروت: دار الغرب الإسلامي، 1419ھ /1998م، جلد 4، صفحه 182
28 - الاحزاب 25

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 4 | April 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: April 30, 2026

الْآنَ نَغْزُوهُمْ وَلَا يَغْزُونَنَا[29]

اب ہم ان پر حملہ کریں گے، وہ ہم پر حملہ نہ کر سکیں گے۔

b. قریش کی طاقت ٹوٹ گئی

"لَنْ تَغْزُوَكُمْ قُرَيْشٌ بَعْدَ عَامِكُمْ هَذَا، وَلَكِنَّكُمْ تَغْزُونَهُمْ". فَلَمْ تَغْزُهُمْ قُرَيْشٌ بَعْدَ ذَلِكَ وَكَانَ هُوَ الّذِي يَغْزُوهَا، حَتّى فَتَحَ اللهُ عَلَيْهِ مَكّةَ"[30]

اس سال کے بعد قریش تم پر حملہ نہیں کریں گے بلکہ تم ان پر حملہ کرو گے۔ پس قریش نے اس کے بعد ان پر حملہ نہیں کیا اور وہی ان پر حملہ آور ہوئے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں مکہ پر فتح عطا فرمادی۔

c. دشمن میں رعب ڈال دیا گیا:

وَقَذَفَ اللهُ فِي قُلُوبِهِمْ الرّعْبَ.[31]

اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا۔

مندرجہ بالا دلائل سے واضح ہوتا ہے کہ غزوۂ خندق اسلامی تاریخ میں ایک فیصلہ کن موڑ ثابت ہوا، جس نے قریش اور ان کے اتحادی قبائل کی عسکری قوت، سیاسی حیثیت اور نفسیاتی برتری کو شدید نقصان پہنچایا۔ قرآنِ مجید نے صراحت کی کہ دشمن غصے اور ناکامی کے ساتھ واپس ہوا اور کوئی کامیابی حاصل نہ کر سکا۔ اس ناکامی نے قریش کے حوصلے پست کر دیے، یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ نے اعلان فرمایا کہ اب حالات بدل چکے ہیں، آئندہ مسلمان پیش قدمی کریں گے اور قریش مدینہ پر دوبارہ حملہ آور نہ ہو سکیں گے۔ سیرت کے مصادر یہ بھی بتاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے دشمن کے دلوں میں رعب ڈال دیا، ان کے اتحاد کو منتشر کر دیا اور وہ بے مقصد و نامراد واپس لوٹ گئے۔ اس جنگ کا ایک اہم پہلو یہ تھا کہ مسلمانوں نے محدود وسائل کے باوجود دفاعی حکمتِ عملی، صبر، اجتماعی نظم اور نبوی قیادت کے ذریعے ایک بڑے اتحاد کو ناکام بنایا۔ غزوۂ خندق کے بعد قریش کی جارحانہ قوت کمزور پڑ گئی اور طاقت کا توازن مسلمانوں کے حق میں منتقل ہو گیا، جس کے نتیجے میں بعد کے سیاسی و عسکری مراحل، خصوصاً صلح حدیبیہ اور فتح مکہ، کی راہ ہموار ہوئی۔

خلاصہ کلام:

عسکری تاریخ میں دفاعی حکمتِ عملی ہمیشہ فیصلہ کن کردار ادا کرتی رہی ہے، خصوصاً اس وقت جب وسائل محدود ہوں، دشمن طاقتور ہو اور حالات غیر معمولی ہوں۔ اسلامی تاریخ میں غزوۂ خندق اس حقیقت کی نمایاں مثال ہے، جہاں خندق کی کھدائی نے مدینہ منورہ کو ایک بڑے فوجی خطرے سے محفوظ رکھا اور جنگی حکمتِ عملی

29 ۔ البخاري، محمد بن اسمٰعیل، الجامع الصحیح ، حدیث: 4110
30 ۔ السہیلی ، عبدالرحمٰن بن عبداللہ ، الروض الانف، ناشر: دار احیاء التراث العربی، بیروت، 2000ء، ج6، ص 253
31 ۔ الواقدی، محمد بن عمر، المغازی، ناشر، جامعہ اکسفورڈ، لندن ، 1966ء ، ج 2، ص 480

OPEN ACCESS

CC BY

کے ایک نئے باب کا آغاز کیا۔ یہ اقدام محض وقتی تدبیر نہ تھا بلکہ دور اندیش قیادت، اجتماعی مشاورت اور دفاعی اصولوں پر مبنی ایک جامع منصوبہ تھا۔

غزوۂ خندق کے موقع پر مسلمانوں کو شدید خطرات لاحق تھے۔ قریشِ مکہ، یہودی قبائل اور دیگر عرب جماعتیں متحد ہو کر احزاب کی شکل میں مدینہ پر حملہ آور ہونے والی تھیں۔ دشمن تعداد، اسلحہ اور وسائل میں برتر تھا، جبکہ داخلی طور پر منافقین اور بنو قریظہ جیسے عناصر بھی موجود تھے۔ ایسی صورت میں کھلے میدان کی جنگ مسلمانوں کے لیے نقصان دہ ثابت ہو سکتی تھی، اس لیے ایسی تدبیر ضروری تھی جو دشمن کی عددی برتری کو غیر مؤثر بنا دے۔

اسی مرحلے پر حضرت سلمان فارسیؓ نے خندق کھودنے کی تجویز پیش کی، جو فارسی عسکری تجربے پر مبنی تھی۔ اگرچہ عربوں میں یہ طریقہ معروف نہ تھا، لیکن رسول اللہ ﷺ نے اسے فوراً قبول فرمایا۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ اسلامی قیادت دانش، تجربے اور مفید مشورے کو اہمیت دیتی تھی، خواہ وہ کسی بھی قوم سے حاصل ہو۔

مدینہ کے شمالی حصے میں خندق کھودی گئی، جہاں سے حملے کا زیادہ امکان تھا۔ رسول اللہ ﷺ خود صحابہؓ کے ساتھ مٹی اٹھانے، پتھر توڑنے اور حوصلہ افزائی میں شریک رہے۔ شدید سردی، بھوک اور قلتِ وسائل کے باوجود یہ کام قلیل مدت میں مکمل ہوا، جو مسلمانوں کے نظم و ضبط اور ایمانی جذبے کا ثبوت ہے۔

خندق کی سب سے بڑی کامیابی یہ تھی کہ اس نے دشمن کے روایتی حملے کو ناکام بنا دیا۔ عرب قبائل گھڑ سوار یلغار کے عادی تھے، مگر خندق ایسی رکاوٹ ثابت ہوئی جسے وہ عبور نہ کر سکے۔ یوں دشمن کی عددی برتری بے اثر ہو گئی اور وہ ناکام و نامراد واپس لوٹ گیا۔ اس واقعے نے مدینہ کی سیاسی حیثیت کو مضبوط کیا، مسلمانوں کا اعتماد بڑھایا اور قریش کی جارحانہ طاقت کو کمزور کر دیا۔

غزوۂ خندق یہ سبق دیتا ہے کہ جنگ صرف ہتھیاروں سے نہیں جیتی جاتی بلکہ عقل، تدبیر، مشاورت اور صبر سے بھی کامیابی حاصل کی جا سکتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ خندق کی حکمتِ عملی آج بھی دفاعی سوچ اور اسٹریٹیجک منصوبہ بندی کی روشن مثال سمجھی جاتی ہے۔

OPEN ACCESS
CC BY